مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب

آنحضرت ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک

﴿قسط اول﴾

آنحضرت ﷺ اور عفو کا خلق

آنحضرت ﷺ کو بطور خاص عفو کا خلق ودیعت کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:

''اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔ پس ان سے عفو اور درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر''۔

(سورۃ آل عمران: 160)

دوسری جگہ رسول کریم ﷺ کو عفو سے اگلے مقام ''صفحؐ'' کی تعلیم دی ہے۔ جس کے معنے ایسی معافی کے ہیں کہ دل میں بھی کوئی خلش یا تلخ یاد باقی نہ رہے اور صدق دل سے مکمل بخش دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ان کو معاف کر اور درگزر کر۔ اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''۔

(سورۃ المائدہ: 14)

پھر فرمایا کہ:

درگزر کر و خوبصورت درگزر۔

(سورۃ الحجر: 86)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا۔ ایک حصہ دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتح یابی کا تا مصیبتوں کے وقت وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت ﷺ کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہو گئے۔ چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی ﷺ پر تیرہ برس تک مکہ معظّمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ! تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز نہیں دکھلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دور ہو گئے۔ آپ ﷺ کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ ﷺ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر کر کے فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے:......

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو''۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے غصہ دبانے اور معاف کرنے کے لئے بہت اعلیٰ تعلیم پیش فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصے کا ایک گھونٹ پی لینے کا جتنا اجر ہے وہ دوسرے کسی بھی گھونٹ کا نہیں۔ (مسند احمد جلد 3 ص 128)

ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ آپس میں کشتی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص ایسا پہلوان ہے کہ جسے کوئی بھی کشتی میں پچھاڑ نہ سکے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بڑے پہلوان کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ وہ شخص بڑا بہادر ہے کہ جو دوسرے آدمی کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنا غصہ دبا لیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی خاص نصیحت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کبھی غصے میں مت آنا اور یہ جملہ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ دہرایا کہ غصے میں مت آؤ۔ غصہ میں مت آؤ''۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب)

رسول کریم ﷺ سے عفو کرنے کے بے نظیر نمونے نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے حق میں بھی ظاہر ہوئے اور دنیا پر ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفت ''عفو'' کے بہترین مظہر تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے رسول اللہ ﷺ کی توریت میں بیان فرمودہ علامت پوچھی گئی تو انہوں نے بیان کیا:

''کہ وہ نبی تند خو اور سخت دل نہ ہوگا، نہ بازاروں میں شور کرنے والا، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو اور بخشش سے کام لے گا''۔

(بخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ الصخب فی السوق)

دراصل یہ اشارہ توریت کی اس پیشگوئی کی طرف تھا۔ جس میں لکھا ہے:

''وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا۔ وہ نہ چلائے گا نہ شور کرے گا نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی۔ وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ راستی سے عدالت کرے گا''۔ (یسعیاہ:4-42/2)

رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ یہ قصہ سنایا کہ ایک تاجر کا لوگوں سے لین دین کا معاملہ تھا۔ وہ اپنے کارکنوں سے کہتا کہ قرض واپس مانگتے ہوئے کسی بھی تنگدست کو تنگ نہ کرنا، اسے درگزر کرنا اور اسے فراخی حاصل ہونے تک مہلت دینا شاید اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر کا سلوک فرمائے۔ پھر واقعی اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر کا سلوک فرمایا۔

(بخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرا: 1936)

حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ کے عفو و کرم کے بارہ میں یہ گواہی دیتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا۔ (مسلم کتاب الفضائل)

حضرت خدیجہؓ کے صاحبزادے ہند کو رسول اللہ ﷺ کے زیر تربیت رہنے کی سعادت عطا ہوئی تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا اور اس کے اغراض کی خاطر کبھی غصے نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح اپنی ذات کی خاطر نہ کبھی آپ ﷺ غصے ہوئے نہ بدلہ لیا۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی کلام رسول اللہؐ)

ایک دفعہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کتنی بار خادم کو معاف کریں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ اس نے پھر پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ پھر خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ اس نے یہی سوال دہرایا تو آپؐ نے فرمایا: میں تو دن میں ستر مرتبہ اسے معاف کرتا ہوں۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک: 4496)

مدینہ میں آنے کے بعد ایک دفعہ نبی کریم ﷺ انصاری سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ راستے میں یہود، مشرکین اور مسلمانوں کی ایک مجلس میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے آنے سے گرد اٹھی تو اس نے منہ ڈھانپ لیا اور رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنے لگا۔ نبی کریم ﷺ جب سعد بن عبادہؓ کے گھر پہنچے اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے مدینہ کے مخصوص حالات میں عبداللہ بن ابی سے درگزر کرنے کی درخواست کی اور رسول کریم ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ (بخاری کتاب الاستیذان)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ سردار منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس سے گزرے وہ ٹیلوں کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا، ناک بھوں چڑھا کر حقارت سے نبی کریم ﷺ کو ابن ابی کبشہ کے نام سے پکار کر کہنے لگا کہ اس نے اپنی ساری غبار ہم پر ڈالی ہے۔ اس کے بیٹے عبد اللہؓ نے جو ایک مخلص صحابی اور عاشق رسول تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت عطا فرمائی ہے۔ اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں اس کا سر قلم کر کے آؤں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تمہارا باپ ہے اس سے نیکی اور احسان کا سلوک کرو۔ (مجمع الزوائد للھیثمی جلد 3 ص 318)

رسول کریم ﷺ نے اس معاند دشمن کو ایسا صدق دل سے معاف کیا کہ اس کی تمام تر گستاخیوں اور شرارتوں کے باوجود اس کی وفات پر اس کا جنازہ پڑھایا حالانکہ حضرت عمرؓ نے باصرار اس کا جنازہ پڑھانے سے روکتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ بن ابی کی سب زیادتیاں اور دشمنیاں یاد دلائیں لیکن رسول کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عمر! پیچھے ہٹ جاؤ۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ:

''تم ان کے لئے استغفار کرو یا نہ کرو (برابر ہے) اگر تم ستر مرتبہ بھی استغفار کرو تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا''۔

پھر فرمایا اگر مجھے پتہ ہو کہ میرے ستر سے زائد مرتبہ استغفار سے یہ بخشے جائیں گے تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا جنازہ کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے اور تدفین تک وہاں رہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب 84)

غزوۂ ذات الرقاع میں تعاقب کر کے ارادۂ قتل کے لئے آنے والے غورث بن حارث کو بھی آپ ﷺ نے معاف فرما دیا جس نے آپ کے سوتے ہوئے قتل کے ارادہ سے آپ کی تلوار پر قبضہ کر لیا تھا مگر آپ کے الٰہی رعب اور ہیبت سے قتل پر قادر نہ ہو سکا۔ اس جانی دشمن کو بھی آپ نے معاف فرما دیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع)

زہر دینے والی یہودیہ سے عفو

غزوۂ خیبر کے بعد مشہور یہودی جرنیل مرحب کی بہن نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر اس کا بھنا ہوا گوشت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا۔ رسول کریم ﷺ دستی کا گوشت کھانے لگے اور دیگر صحابہ نے بھی کھایا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے سے ہاتھ روک لو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلا کر فرمایا کیا تم نے اس کھانے میں زہر ڈالا تھا؟ اس نے کہا ہاں مگر آپ ﷺ کو کیسے پتہ چلا؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں دستی کے گوشت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا مقصد کیا تھا؟ کہنے لگی میں نے سوچا اگر آپ نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں

دے گا۔ اگر نہیں ہیں تو آپ سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ آنحضور ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اسے کوئی سزا نہیں دی۔ رسول کریم ﷺ کے ایک صحابی، جنہوں نے یہ گوشت کھایا تھا، کچھ عرصہ بعد زہر کے اثر سے فوت بھی ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ پر اس زہر کا اثر عمر بھر رہا۔ آخری بیماری میں بھی آپ اپنے گلے میں اس کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الدیات باب فیمن سقی رجلا سما او اطعمہ)

فتح مکہ اور دشمنوں سے حسن سلوک

فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریم ﷺ نے عفو کے شاندار اور بے نظیر نمونے قائم فرمائے اور اس روز آپ ﷺ نے محض مکہ کی بستی اور مکان ہی فتح نہیں کئے تھے بلکہ دراصل مکینوں کے دل بھی جیت لئے۔

مرتدین کی معافی

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو رسول کریم ﷺ کا کاتب وحی تھا۔ اس نے کلام الٰہی میں تحریف اور خیانت کے جرم کا ارتکاب کیا۔ جب اس کی یہ چوری پکڑی گئی تو بغاوت اور ارتداد اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں کے حریف قریش مکہ سے جاملا۔ وہاں جا کر اس جھوٹے الزام کی کھلم کھلا اشاعت کی کہ جو میں کہتا تھا اس کے مطابق وحی بنا کر لکھ لی جاتی تھی۔ اس کی محاربانہ سرگرمیوں کے باعث اسے واجب القتل قرار دیا گیا۔ بعض مسلمانوں نے نذر مانی کہ وہ اس دشمن خدا و رسول کو قتل کریں گے مگر عبداللہ اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان غنیؓ کی پناہ میں آ کر معافی کا طالب ہوا۔ رسول کریم ﷺ نے معمولی تردد کے بعد حضرت عثمانؓ کی بار بار درخواست پر کہ میں اسے امان دے چکا ہوں۔ اسے معاف کر دیا اور اس کی بیعت قبول فرمالی۔

بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کے باعث حیا کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔ اس رحیم و کریم اور عالی ظرف رسول ﷺ نے اسے محبت بھرا پیغام بھجوایا کہ اسلام قبول کرنا پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 ص 102)

رسول کریم ﷺ کے حسن سلوک اور دامن عفو سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار مدینہ میں سے ایک شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو کر مشرکوں سے جاملا۔ پھر ندامت ہوئی تو اپنی قوم کو پیغام بھجوایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟ اس کی قوم کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ فلاں شخص اب نادم ہو کر توبہ کا طالب ہے۔ اس پر سورۃ آل عمران کی آیات 88 تا 90 نازل ہوئیں۔

ان آیات میں ارتداد کے بعد توبہ اور اصلاح کی صورت میں اللہ کی بخشش کا ذکر ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس شخص کو معافی کا پیغام بھجوایا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

(مسلم فضائل الصحابۃ باب من فضائل اھل بدر و قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ: 4550)

بیٹی کے قاتل کی معافی

چند واجب القتل مجرموں میں ایک شخص ہبار بن الاسود بھی تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا اور وہ اونٹ پر سے ایک پتھریلی چٹان پر گر گئیں۔ اس حادثہ کے نتیجہ میں ان کا حمل ضائع ہو گیا اور بالآخر یہی چوٹ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس جرم کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا فیصلہ فرمایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر تو یہ بھاگ کر کہیں چلا گیا۔ بعد میں جب نبی کریم ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو ہبار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے تو میں آپ کے ڈر سے فرار ہو گیا تھا مگر پھر آپ کے عفو و رحم کا خیال مجھے آپ کے پاس واپس لایا ہے۔ اے خدا کے نبی! ہم جاہلیت اور شرک میں تھے۔ خدا نے ہمیں آپ ﷺ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ پس میری جہالت سے صرف نظر فرمائیں بے شک میں اپنے قصوروں اور زیادتیوں کا اقراری اور معترف ہوں۔ عفو و کرم کے اس پیکر نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی بخش دیا اور فرمایا:

”جا اے ہبار! میں نے تجھے معاف کیا۔ اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں قبول اسلام کی توفیق دی“۔

پھر رحمۃ للعالمین ﷺ ہبار کو بھی محبت بھری تسلیاں دیتے ہیں کہ اسلام قبول کرنا سابقہ گناہوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 ص 106)

ابوجہل کے بیٹے سے حسن سلوک

واجب القتل مجرموں میں ابوجہل کا بیٹا اور مشرکین مکہ کا سردار عکرمہ بھی تھا جس نے ساری عمر مخالفت اور عداوت میں گزار دی۔ مسلمانوں اور رسول اللہؐ کو وطن سے بے وطن کیا، پھر مدینے میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ان پر جنگیں مسلط کیں اور ان کے خلاف لشکر کھینچ کر لے آیا۔ حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا اور پھر اس موقع پر جو معاہدہ کیا اسے توڑنے اور پامال کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ فتح مکہ کے موقع پر امن کے اعلان عام کے باوجود ہتھیار نہ ڈالے بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خالد بن ولید کے دستے کی مدد سے مسلمانوں پر حملہ کر کے حرم میں خونریزی کا موجب بنا۔ اپنے ان گھناؤنے جرائم کی معافی کی کوئی صورت نہ دیکھ کر فتح مکہ کے بعد عکرمہ یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی ام حکیمؓ مسلمان ہو گئی تھی۔ وہ رسول کریمؐ کے دربار عفو سے اپنے خاوند کی معافی اور امن کی طالب ہوئی۔ سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ نے اس جانی دشمن کے لئے بھی امان نامہ عطا فرمایا۔ اس کی بیوی تلاش میں اس کے پیچھے گئی، اور بالآخر اسے جالیا اور کہا:

”میں اس عظیم انسان کے پاس سے آئی ہوں جو بہت ہی صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ تم اپنے آپ کو ہلاک مت کرو۔ میں تمہارے لئے پروانۂ امان لے کر آئی ہوں“۔

عکرمہ کو اپنے جرائم کے خیال سے معافی کا یقین تو نہ آتا تھا مگر اپنی بیوی پر اعتماد کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا۔ جب رسول اللہؐ کے دربار میں حاضر ہوا تو رسول کریم ﷺ نے اسے بھی معاف کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 ص 92 دار احیاء التراث العربی)

عکرمہ پر لطف و کرم

رسول کریم ﷺ نے عکرمہ کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کے ساتھ کمال شفقت و محبت کا سلوک کیا۔ پہلے تو اپنے اس جانی دشمن کو خوش آمدید کہا اور دشمن قوم کے اس سردار کے اعزاز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اپنی چادر اس کی طرف پھینک دی جو امان عطا کرنے کے علاوہ احسان کا اظہار بھی تھا۔ پھر فرط مسرت سے اس کی طرف آگے بڑھے۔ عکرمہ نے عرض کیا میری بیوی کہتی ہے آپ ﷺ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ درست کہتی ہے۔ عکرمہ کا سینہ کھل گیا اور وہ بے اختیار کہہ اٹھا۔ اے محمد ﷺ! واقعی آپؐ تو بہت ہی صلہ رحمی کرنے والے اور بے حد حلیم اور بہت ہی کریم ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تب ہمارے آقا کی خوشی دیکھنے والی تھی، مشرکین کے لشکر کا سالار مسلمان ہو رہا تھا، آج رسول اللہ ﷺ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، آپ کے خوابوں کی تعبیریں پوری ہو رہی تھیں۔

آپ نے ایک رؤیا میں ابوجہل کے ہاتھ میں جنتی پھل انگور کے خوشے دیکھے تھے، آج ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کے قبول اسلام سے اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ خوشی سے مسکرا رہے تھے۔ صحابہؓ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ میں خدا کی شان اور قدرت پر حیران ہو کر خوشی سے مسکراتا ہوں کہ بدر میں عکرمہ نے جس مسلمان صحابی کو قتل کیا تھا وہ شہید صحابی اور عکرمہ دونوں جنت میں ایک ہی درجے میں ہوں گے۔ بعد میں جنگ یرموک میں عکرمہ کی شہادت سے یہ بات مزید کھل کر ظاہر ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ نے عکرمہؓ کے اسلام سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے عکرمہ! آج جو مانگنا ہے مجھ سے مانگ لو میں اپنی توفیق و استطاعت کے مطابق تمہیں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ موقع تھا کہ سردار مکہ کا بیٹا شہنشاہ عرب سے منہ مانگا انعام لے سکتا تھا مگر اب وہ دنیا دار عکرمہ یکسر بدل چکا تھا۔ توحید و رسالت کا صدق دل سے اقرار کر کے اور رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اس کی ہستی میں ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ اس نے عرض کیا اے خدا کے رسول! میرے لئے اپنے مولیٰ سے بخشش کی دعا کیجئے کہ جو دشمنی میں نے آج تک آپ ﷺ سے کی وہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت دعا کے لئے خدا کے حضور ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کرنے لگے۔

”مولیٰ اے میرے مولیٰ! عکرمہ کی سب عداوتیں اور قصور معاف فرما دے“۔

اور خود آپ ﷺ نے بھی صدق دل سے عکرمہؓ کو ایسا معاف کیا کہ مسلمانوں کو تاکید کی کہ دیکھو عکرمہ کے سامنے اس کے باپ ابوجہل کو برا بھلا نہ کہنا۔ اس سے میرے ساتھی عکرمہ کی دلآزاری ہو گی اور اسے تکلیف پہنچے گی۔

عکرمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج تک آپ کی مخالفت میں اپنا جتنا مال خرچ کیا ہے۔ اب میں اللہ کی راہ میں بھی اتنا مال خرچ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر جلد 4 ص 5)

ہند سے حسن سلوک

بدسلوکی کرنے والے ان مجرموں میں ابوسفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ بھی دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفار قریش کو اکسانے اور بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا۔ وہ اس قسم کے رجزیہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کو انگیخت کیا کرتی تھی کہ اگر تم فتح مند ہو کر لوٹو گے تو ہم تمہارا استقبال کریں گی، ورنہ ہمیشہ کے لئے جدائی اختیار کر لیں گی۔

(السیرۃ النبویۃ ابن ہشام جلد 3 ص 151)

جنگ احد میں اسی ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا تھا۔ ان کے ناک کان اور دیگر اعضا کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑا اور ان کا کلیجہ چبا کر آتش انتقام سرد کی تھی۔ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی بیعت لی تو یہ ھند بھی نقاب اوڑھ کر آ گئی کیونکہ اس کے جرائم کی وجہ سے اسے بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ بیعت کے دوران اس نے بعض شرائط بیعت کے بارہ میں استفسار کیا تو نبی کریم ﷺ پہچان گئے کہ ایسی بیباکی ہند ہی کر سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟“ اس نے کہا ”جی ہاں یا رسول اللہ! اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ جو کچھ پہلے گزر چکا آپ بھی اس سے درگزر فرمائیں۔

مکرم محمد حسین شاہد صاحب

حضرت قاضی فیروز دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

علاقہ گوئی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

تعارف

حضرت قاضی فیروز دین صاحب دین قاضی خیرالدین صاحب محلّہ چوک قاضیاں گاؤں ندھیری موضع گوئی ضلع کوٹلی کے روشن ستارے ہیں جو باڈر کے ملحقہ علاقہ میں رہتے تھے۔ آپ کے والد صاحب علاقہ گوئی کے امام تھے۔ آباؤ اجداد لوگوں کے معاملات کے فیصلہ جات کی وجہ سے قاضی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس لحاظ سے آپ کی علاقے میں کافی عزت اور شہرت تھی۔

آپ کا قد لمبا، جسم دبلا پتلا، سینہ چوڑا اور ریش مبارک سفید تھی۔

بچپن اور تعلیم

آپ نے دینی اور دنیوی ہر قسم کی تعلیم حضرت مولوی محبوب عالم صاحب سے حاصل کی جو کہ علاقہ ہذا کے پہلے احمدی اور حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔

آپ کا بچپن نہایت صاف ستھرا گزرا۔ آپ اپنا وقت کھیل کود میں صرف کرنے کی بجائے ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف رہتے۔ بچپن سے ہی سچ بولتے اور سچ بولنے کی تلقین کرتے۔ اپنے والد صاحب کے ہمراہ نمازوں کی پابندی کرتے اور ہر قسم کی لغویات سے اجتناب کرتے۔

آپ ہر وقت باوضو رہتے جب بھی کوئی آپ کو آواز دے کر بلاتا چاہے بڑا ہو یا چھوٹا آپ جی کے لفظ سے اسے مخاطب ہوتے۔ زبان نہایت شیریں تھی اور اخلاق کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ ہر ایک آپ کے صدق اور اخلاق کا معترف تھا۔ جس کے ساتھ وعدہ کرتے پورا کرتے۔ آپ ایک اعلیٰ شخصیت کے مالک گردانے جاتے تھے۔

آپ عموماً شلوار قمیص پہنا کرتے تھے۔ سر پر پگڑی یا ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

عائلی زندگی

آپ کی پہلی شادی محترمہ رانی بی بی صاحبہ سے ہوئی جن سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا پیدا ہوا۔ بیٹا جب سترہ سال کا ہوا تو فوت ہوگیا۔ اس کے بعد غلام بی بی نامی بیٹی پیدا ہوئی۔ بوجوہ آپ کو علیحدگی اختیار کرنا پڑی۔

آپ کی دوسری شادی گجر برادری میں محترمہ بگھی بیگم صاحبہ سے ہوئی ان سے 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں ہوئے۔

آپ کے بیٹے مکرم عبدالعزیز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹوں سے نوازا۔ مکرم محمد یونس صاحب کے بیٹے عقیل یونس صاحب جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

آپ کی تیسری شادی محترمہ خواج بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ جن کا تعلق مغل خاندان سے ہے ان سے کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی۔

قبول احمدیت

حضرت مولوی محبوب عالم صاحب جب بیعت کر کے اپنے گاؤں ندھیری تشریف لائے تو آپ کے تمام شاگرد آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ بعض روایات کے مطابق حضرت محبوب عالم صاحب ابتداء میں حضرت قاضی صاحب کے ہاں مقیم رہے۔ جب شاگرد آپ سے ملنے آتے تو آپ ان کو فرماتے ''قادیان چلے جاؤ اور حضرت مسیح موعود کی بیعت کرو'' اس پر قاضی صاحب اپنے ایک عزیز ساتھی کے ہمراہ سونا گلی سے راجوری کے راستے پیدل لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے ایک عزیز قاضی بہادر علی صاحب کے ہمراہ (جو کہ قاضی عبدالرحیم صاحب کے سسر تھے) قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

چنانچہ آپ دونوں کچھ عرصہ حضرت مسیح پاک کی روح پرور تقاریر سے مستفیض ہوتے رہے پھر ان برکتوں کو لے کر واپس لوٹے۔

ایمان افروز واقعات

حضرت قاضی فیروز دین صاحب دمہ کے مریض تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کی۔ مجھے ایک عرصہ سے دمہ کی مرض ہے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے اور یہ مرض دور ہو جائے۔ حضور نے دعا فرمائی ''اللہ تعالیٰ شفا دے گا'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے معجزانہ شفا عطا فرمائی اور دوبارہ آپ کو کبھی یہ بیماری لاحق نہیں ہوئی۔ آپ اکثر قبولیت دعا کے اس واقعہ کا ذکر فرمایا کرتے رہتے تھے کہ مسیح پاک کی دعا سے مجھے شفا ہوتی اور مرض جاتا رہا۔

مخالفت

حضرت قاضی فیروز دین صاحب جب بیعت کر کے اپنے گھر واپس آئے تو آپ کو اپنے والد قاضی خیر الدین صاحب کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے دوسرے بہن بھائیوں نے بھی شدید ردّ عمل کا اظہار کیا اور آپ کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ ہر لحاظ سے آپ کا بائیکاٹ کیا گیا آپ کے والد نے آپ کو عاق کر کے وراثتی حقوق سے محروم کر دیا۔ کہنے لگے تم میری رسّی سے نکل گئے ہو اور مذہب چھوڑ دیا ہے۔

آپ کے والد کی زمین 48 کنال تھی انہوں نے عاق کر کے اس وراثتی حق سے محروم کر دیا۔ اس وقت غربت کا دور دورہ تھا آپ نے انتہائی مشکل وقت گزارا۔ ذریعہ معاش صرف کھیتی باڑی تھا آپ کے والد صاحب ایک یا دو روٹیاں بھیج دیتے تھے۔ دس سال کا عرصہ آپ نے بڑی مشکل سے گزارا کیا۔

ایک دفعہ دو بازی گر آپ کے گھر ٹھہرے۔ وہی کھانا جو والد صاحب کے ہاں سے آتا تھا۔ دونوں مہمانوں کو کھلا دیا اور میاں بیوی دونوں بھوکے رہے دوسرے روز جب صبح کا ناشتہ آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کھانا گھر میں نہیں بناتے؟ آپ نے ان کو سارا ماجرا سنایا کہ میں نے امام مہدی کی بیعت کر لی ہے۔ اس پر والد صاحب نے ناراض ہو کر مجھے جائیداد سے عاق کر دیا ہے۔ صرف ایک یا دو روٹیاں کھانے کے لئے بھجواتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ناشتہ ہم نہیں کھائیں گے۔ آپ چونکہ رات سے بھوکے ہیں۔ آپ کھالیں اس کے بعد مہمان ناشتہ کئے بغیر آپ کے والد کے پاس چلے گئے اور ان سے کہنے لگے۔ آپ بہت ظالم آدمی ہیں اپنے بیٹے کا حصہ دوسروں کو دے رہے ہیں۔ آپ کے والد صاحب نے کہا جب تک یہ امام مہدی کا انکار نہیں کرتے۔ اس وقت تک میں انہیں حصہ نہ دوں گا۔ مہمانوں نے اس واقعہ کا ذکر دوسرے لوگوں سے بھی کیا کہ قاضی خیرالدین بہت ظالم آدمی ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کو جائیداد سے محروم کر دیا ہے جب یہ بات گاؤں کے دوسرے لیڈروں تک پہنچی تو انہوں نے قاضی خیرالدین پر دباؤ ڈالا کہ اپنے بیٹے کو جائیداد سے حصہ دو۔ جس پر آپ کے والد نے 48 کنال رقبہ میں سے صرف چھ کنال رقبہ آپ کو دیا۔

اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے نرالا سلوک کرتا ہے۔ آپ کی بیوی بگھی کی تین بہنیں تھیں۔ بھائی کوئی نہ تھا۔ قاضی فیروز دین صاحب نے اپنے خسر کی بہت خدمت کی اور دیکھ بھال کرتے رہے ان کے حسن سلوک کو دیکھ کر انہوں نے اپنی ساری 50 کنال زمین آپ کے نام لگوا دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر کئی گنا زیادہ زمین سے نوازا یہ ایسی زمین ہے جس میں بکثرت چشمے ہیں۔

اخلاق و عادات

آپ کو بچپن سے ہی عبادت کا شوق تھا۔ جنگل میں ایک غار میں عبادت کی جگہ مخصوص کی ہوئی تھی اس میں چوڑے پتھر لگوائے ہوئے تھے۔ ان پر بیٹھ کر آپ عبادت کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے اور وہاں تلاوت بھی کیا کرتے تھے۔ یہ اب بھی باڈر لائن میں موجود ہے۔ آپ باقاعدگی سے تہجد بھی پڑھا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی تہجد پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

آپ عاشق قرآن تھے آپ گھر سے دور ایک غار میں چلے جاتے وہاں تلاوت اور عبادت میں مشغول رہتے۔

آپ نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ مولوی اللہ دتہ صاحب مولوی امام دین صاحب کے والد تھے۔ ایک دن انہوں نے فرمایا کہ قاضی فیروز دین کو بلاؤ تا کہ میں ان سے قرآن کریم سنوں۔

آپ نیک، عبادت گزار اور پارسا بزرگ تھے۔ حسب معمول جلسہ سالانہ پر شرکت کرتے۔ آپ کی عادت تھی کہ چھوٹے بچوں کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے اور جب بھی کوئی چھوٹا بچہ آپ کو آواز دیتا ''جی یا'' کے لفظ بولتے تھے اور یہ لفظ ان کا مشہور تھا۔ آپ خاندان حضرت مسیح موعود اور علماء سلسلہ سے گہری محبت رکھتے تھے جب بھی مرکز سے کوئی مربی آتا اسے گھر بلا کر دعوت الی اللہ کرواتے۔

جہاں بھی چشمہ ہوتا آپ اس کے گرد دیوار بنا کر باؤلی بناتے۔ آپ کے گردونواح میں کئی چشمے ہیں جن سے گاؤں کے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

آپ کو بچپن سے باغبانی کا شوق تھا۔ آپ نے کیلوں کا ایک باغ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ جس کی شہرت آج بھی گردونواح میں ہے۔

وفات

آپ 1955ء کو فوت ہوئے۔ اپنی وفات سے قبل مولوی امام دین صاحب کے پاس جا کر اپنی متعدد خوابوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں جلد دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ میرے لئے دعا کرتے رہیں۔ اس کے بعد آپ جلد ہی فوت ہو گئے۔

☆☆......☆......☆☆

سیدالانبیاءؐ کی امت کو
جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش
ہوں جہاں گرد ہم میں پھر پیدا
سندباد اور پھر جہازی بخش
میرے محمودؐ بن مرا محمود
مجھ کو تو سیرت ایازی بخش

(کلام حضرت مصلح موعود)

انور ندیم علوی کے چند منتخب اشعار

صرف تصویر کو دیکھوں میں گلے مل نہ سکوں
وصل میں ہجر کی یہ ریت نہ ڈالے کوئی

دائرہ در دائرہ اس کی کشش زنجیر پا
پیار کا قیدی کسی صورت رہا ہوتا نہیں

اس کی خاطر فرش راہ میں کتنی پلکوں کے گلاب
کتنے ماہ و سال سے جو شخص گھر آیا نہیں

بادلوں کی اوٹ سے وہ چاند جب نکلا ندیمؔ
ظلمتِ شب کے سبھی تبدیل منظر کر گیا

بہار، خوشبو، سحاب جیسا
وہ شخص کھلتا گلاب جیسا
نگاہ جم جائے ہر ورق پر
ہے اس کا چہرہ کتاب جیسا

وقت رخصت بھیگتی آنکھوں کے منظر دیکھنا
کتنے ہیں طوفان ان پلکوں کے اندر دیکھنا

جانے والے سے تمہارا کیا تعلق تھا ندیمؔ
اتنا غمگیں آج تک ہم نے تمہیں دیکھا نہ تھا

سچ اس کی خطا ہے یہ بتا کیوں نہیں دیتے
منصور کو سولی پہ چڑھا کیوں نہیں دیتے

یاد کے گلدان میں تازہ تھے چاہت کے گلاب
جاگتی آنکھوں کا سپنا آج بھی ٹوٹا نہ تھا

ساتھ جس کے سایہ بن کر زندگی بھر میں چلا
آ کے منزل پر کھلا وہ ہمسفر میرا نہیں

کس کی آمد کا یہ عنواں ہے ندیم
مہکا مہکا آج گھر سارا لگے

ہے میری سانسوں میں اس کی خوشبو
یہ کھیت، دریا، پہاڑ، جنگل
عزیز مجھ کو ہر ایک ذرہ
خزاں بھی اس کی بہار مجھ کو
وطن کی مٹی سے پیار مجھ کو

نامکمل زندگی کا سارا نقشہ رہ گیا
عشق گو بے لوث تھا سارا ادھورا رہ گیا
آندھیاں غم کی چلیں ایسے مٹے نقش وفا
اک تنے پر میرا اس کا نام لکھا رہ گیا

محبت کے جزیروں سے مفر اچھا نہیں لگتا
وطن سے بے وفائی کا ہنر اچھا نہیں لگتا
محبت، احترام باہمی بنیاد ہیں گھر کی
جہاں بھائی لڑیں باہم وہ گھر اچھا نہیں لگتا

پیار کی تشہیر کے دونوں نہ تھے قائل مگر
پھر نہ جانے کیسے پھیلی ہے خبر یہ چار سو

روشن روشن چہرہ ان کا، باتوں میں بھینی خوشبو
لاکھوں چہرے دیکھے ہیں پر ان میں ایسا نور نہیں

ہیں دُھند میں ڈوبے سبھی منظر اسے کہنا
بے کیف سا گزرا ہے دسمبر اسے کہنا
جس گھر سے تھیں وابستہ وہ مہکی ہوئی یادیں
مدت سے ہوا سونا وہی گھر اسے کہنا

تتلیوں کے پیچھے بھاگا ہائے جو بچہ ندیمؔ
ایسا بھٹکا زندگی بھر لوٹ کر کب گھر گیا

سچ کی خاطر لاکھ کوئی دار پر کھینچے ندیمؔ
سامنے باطل کے ہرگز سر مرا جھکتا نہیں

نقد جاں وار چکے راہِ وفا میں، لیکن
عشق بے درد ہے کیا اور نہ جانے مانگے

جھلملاتے ہیں وفاؤں کے یہاں کتنے چراغ
دل کے مندر میں کبھی تم بھی تو آ کر دیکھنا

''انتخاب از ندیم تنہائی'' **عبدالصمد قریشی**